جلد ۵۰/۱۵ ۔ ۱۹ شہادت ۱۳۴۰ ہش ۔ ۱۹ اپریل ۱۹۶۱ء ۔ نمبر ۸۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۱۸ اپریل بوقت ۸½ بجے صبح

کل حضور کو ہلکی اعصابی بے چینی کی تکلیف رہی۔ اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

احباب جماعت شفائے کامل و عاجل اور درازی عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں ؛

وزیر اعظم کاسترو کے مخالفوں نے کیوبا پر چڑھائی کردی

شمالی ساحل پر کاسترو کی فوجوں سے زبردست جنگ چھڑ گئی

نیو یارک ۱۸ اپریل۔ امریکی ریڈیو نے اطلاع دی ہے کہ کیوبا کے وزیر اعظم فیڈل کاسترو کے مخالف باغیوں نے کیوبا پر چڑھائی کردی ہے باغی فوجیں کیوبا کے شمالی ساحل پر اتری ہیں۔ جہاں باغیوں اور فیڈل کاسترو کی فوجوں کے درمیان زبردست جنگ چھڑ گئی ہے۔ امریکی ریڈیو کی اطلاع کے مطابق بری حملہ آور فوج نے فیڈل کاسترو کی افواج کی مزاحمت کے باوجود شمالی کیوبا کے صوبہ تمنسے کے ساحل پر اپنے قدم مضبوطی سے جمالئے ہیں۔ اس علاقہ میں لڑائی جاری ہے۔

ایجنسی فرانس کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ سب سے زیادہ سخت لڑائی ایلگیروں کے ساحل پر ہو رہی ہے۔ جہاں فیڈل کاسترو کی فوجیں ٹینکوں کی مدد سے حملہ آوروں کو سمندر میں دھکیلنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ نامہ نگار نے کیوبا کے ریڈیو کے حوالہ سے بتایا ہے کہ ساحلی علاقہ میں فیڈل کاسترو کی فوجوں کی امداد کے لئے کمک بھیج دی گئی ہے۔

دریں اثناء نیو یارک میں فیڈل کاسترو کے مخالف عناصر نے کیوبا کی جلاوطن حکومت قائم کر رکھی ہے۔ اس حکومت کے سربراہ کیوبا کے سابق وزیر اعظم مسٹر جوزے میرو کارڈونا نے اعلان کیا ہے کہ کیوبا کے وطن پرستوں نے کیوبا کو فیڈل کاسترو اور بین الاقوامی کمیونزم کے چنگل سے آزاد کرانے کے لئے کیوبا پر حملہ کیا ہے۔ ڈاکٹر جوزے میرو کارڈونا نے کہا کہ طلوع آفتاب سے تھوڑی دیر قبل کیوبا کے محب وطن پرستوں نے کیوبا کے شہروں اور پہاڑی علاقوں میں وطن کو آزاد کرانے کی سرگرم جدوجہد شروع کردی۔ انہوں نے کہا کہ قوم پرست عناصر کئی مہینوں سے چھوٹے چھوٹے جتھوں کی شکل میں جزیرہ کے جنوبی حصہ میں فیڈل کاسترو کی فوجوں سے برسرپیکار تھے۔ لیکن اب انہوں نے فیڈل کاسترو کے خلاف باقاعدہ جنگ کا آغاز کر دیا ہے نیو یارک میں کیوبا کی انقلابی کونسل نے اعلان کیا کہ سینور کارلوس ہیویا کو کیوبا کی جلاوطن حکومت کا وزیر خارجہ مقرر کیا گیا ہے۔ سینور ہیویا امریکہ کی بحری اکیڈمی کے گریجوایٹ ہیں اور وہ ۱۹۴۷ء میں کیوبا کے صدر بھی رہ چکے ہیں ؛

۲۵ ایکڑ سے کم زرعی اراضی کے منظور شدہ دعاوی کی دوبارہ تصدیق نہیں ہوگی

غیر طے شدہ علاقوں کے دعویداروں سے رعایت کا اعلان

راولپنڈی ۱۸ اپریل۔ وزیر بحالیات لیفٹننٹ جنرل کے ایم شیخ نے کل ایک پریس کانفرنس میں غیر طے شدہ علاقوں سے متعلق زرعی اراضی کے دعویداروں کی دوبارہ تصدیق کے بارے میں ایک ترمیم شدہ سکیم کا اعلان کیا۔ اس سکیم کے مطابق حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ سابق سرحد، پنجاب اور بہاولپور میں ۲۵ ایکڑ سے کم کے دعوؤں اور سابق سندھ، خیرپور اور بلوچستان میں ۳۲ ایکڑ سے کم کے دعوؤں کی دوبارہ تصدیق نہیں ہوگی۔ اس سکیم کا اطلاق باغات پر نہیں ہوگا۔

بالفاظ دیگر طے شدہ علاقوں کے جن لوگوں کو مذکورہ رقبہ تک زمین مل چکی ہے، وہ آئندہ متعلقہ مارشل لاء ریگولیشنز کے اطلاق سے مستثنیٰ ہوں گے۔ جنرل شیخ نے کہا "اس سکیم کے تحت غیر طے شدہ علاقوں کے دعویدار ایسی زمینیں اپنے پاس رکھ سکیں گے جو اس سے پہلے انہیں سابقہ دعاوی کی بنیاد پر الاٹ کی گئی تھیں۔ تاہم اس میں باغات کا رقبہ شامل نہیں ہوگا۔ باغات صرف انہی لوگوں کو اپنے پاس رکھنے کی اجازت دی جائے گی جن کے دعوے کی تصدیق بھارت سے موصول ہونے والے ریکارڈ سے ہو جائے گی ؛

درخواست دعا

احمدیہ فارمز حیدرآباد ڈویژن سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مورخہ ۱۰/۴ کو ہونے والی زبردست بارش کے باعث کھلیانوں میں پڑی گندم اور کاشت شدہ کپاس کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ احباب جماعت خصوصاً صحابہ کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ سلسلہ کے اموال و جائداد کے آسمانی اور زمینی آفات سے محفوظ رہنے کے لئے خاص دعا فرمائیں۔

جزاکم اللہ تعالیٰ

مشتاق احمد باجوہ (وکیل الزراعت)

ضروری اعلان دربارہ ترسیل چندہ جات

اس سال صدر انجمن احمدیہ کی آمد میں غیر معمولی کمی ہے۔ اور اس وقت یعنی ۱۳ اپریل تک کی آمد سال رواں کے بجٹ سے مبلغ ۲ لاکھ چالیس ہزار روپے کم ہے۔ امید ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کی خاطر تمام جماعتیں اپنی اپنی جگہ بقایاجات وصول کرنے کے لئے انتھک کوشش کر رہی ہونگی ؛

تمام امراء صاحبان۔ پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹری صاحبان مال سے یہ بھی التماس ہے کہ وصول شدہ رقم ساتھ کے ساتھ مرکز کو بھجواتے جائیں۔ اور اس امر کی تسلی کرلیں کہ کوئی رقم جو اس سال وصول ہو جائے۔ وہ اسی سال خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہوتے سے رہ نہ جائے۔ حتیٰ کہ جو رقوم ۳۰ اپریل کو وصول ہوں وہ بھی اگر ہو سکے۔ تو اسی دن بھجوا دی جائیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

مومن تو صرف وہی ہیں

انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم و اذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایماناً و علی ربھم یتوکلون۔ الذین یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنٰھم ینفقون اولٰئک ھم المؤمنون حقاً۔ لھم درجات عند ربھم و مغفرۃ و رزق کریم۔

ترجمہ۔ مومن تو صرف وہی ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جائیں۔ تو ان کے ایمان کو بڑھا دیں۔ اور جو اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ وہ جو نمازوں کو شرائط کے مطابق ادا کرتے ہیں۔ اور جو (کچھ) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ (مذکورہ بالا صفات رکھنے والے) ہی سچے مومن ہیں۔ ان کے رب کے پاس ان کے لئے بڑے بڑے مدارج ہیں۔ اور بخشش کا سامان اور معزز رزق ہے۔ (ناظم مال وقف جدید ربوہ)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔اے۔ ایل ایل۔بی

خُطبۂ جُمعہ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دُعا

ہمیں سوچنا چاہیئے کہ اس دعا میں ہم کیا مانگتے ہیں اور مانگنے کی شرائط کو ہم پورا کرتے ہیں یا نہیں

ان انعامات کو حاصل کرنیکی کوشش کرو جن کا اس دعا میں وعدہ کیا گیا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۰ر جولائی ۱۹۵۰ء بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ ہے جسے صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
ہر وہ مسلمان جو نماز پڑھتا ہے وہ نماز میں متعدد دفعہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت

کرتا ہے جس کی اہمیت نماز کے لئے اتنی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاصلوٰۃ الا بالفاتحۃ سورۃ فاتحہ کے پڑھے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔ یہاں درحقیقت اکثریت مراد ہے ورنہ بعض حالتوں میں بغیر سورۃ فاتحہ کے بھی رکعت ہو جاتی ہے جیسے نماز ہو رہی ہو اور کوئی شخص رکوع میں مل جائے تو اس کی رکعت ہو جائے گی حالانکہ اس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی ہو گی لیکن

عام قاعدہ یہی ہے

کہ سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی علاوہ ازیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ لاصلوٰۃ الا بالفاتحۃ فی کل رکعۃ۔ جب تک ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے نماز نہیں ہوتی پس اگر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ فوت ہو جاتی ہے تو ہم کہیں گے کہ ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ معاف ہو گئی گویا قلت کثرت کے تابع ہو گئی۔ ورنہ نماز سورۃ فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ فرض کرو ایک شخص آخر رکعت میں شامل ہو جاتا ہے تو کیا وہ دوسری رکعات میں بھی سورۃ فاتحہ پڑھے گا یا نہیں جب وہ دوسری رکعات میں سورۃ فاتحہ پڑھے گا۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ خواہ اس نے ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔ پھر بھی کوئی نماز بغیر سورۃ فاتحہ پڑھے نہیں ہوتی غرض ہر مسلمان جو نماز پڑھتا ہے وہ ہر نماز میں متعدد دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے جو مسلمان نماز ہی نہیں پڑھتا اس کا یہاں ذکر نہیں لیکن جو مسلمان نماز پڑھے گا وہ خواہ کسی فرقہ کا ہو۔ شیعہ ہو سنی ہو وہابی ہو۔ حنفی ہو۔ حنبلی ہو۔ شافعی ہو۔ مالکی ہو پھر آگے وہ فرقے آجاتے ہیں جو روحانی کہلاتے ہیں ان سے تعلق رکھنے والا خواہ قادری ہو۔ چشتی ہو۔ نقش بندی ہو۔ سہروردی ہو یا ان کے علاوہ جو دوسرے فرقے ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ وہ تعلق رکھتا ہو یا اس زمانہ میں خواہ وہ احمدی ہو۔ بہرحال جو بھی نماز پڑھے گا وہ سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ضرور کہے گا اور جب وہ ہر نماز میں متعدد دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کہتا ہے تو کوئی نہ کوئی مضمون اس کے ذہن میں ہونا ضروری ہے کیا تم نے کوئی ایسا فقیر دیکھا ہے جو کسی گھر کے دروازے پر جا کر دستک دے اور جب گھر کا مالک پوچھے کہ تم کیا مانگتے ہو تو وہ کہے مجھے معلوم نہیں۔ میں کیا مانگتا ہوں۔ تم نے ہزاروں فقیر دیکھے ہوں گے مگر ایسا کوئی فقیر نہ دیکھا ہو گا جو مانگ رہا ہو۔ لیکن اسے معلوم نہ ہو کہ وہ کیا مانگ رہا ہے اس طرح جب تم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پڑھتے ہو تو کوئی نہ کوئی چیز تمہارے ذہن میں ہونی ضروری ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تم کیا مانگ رہے ہو یا کن چیزوں میں سے کوئی چیز مانگ رہے ہو۔ ایک فقیر کئی چیزیں بیک وقت بھی مانگ لیتا ہے مثلاً وہ کہہ دیتا ہے پیسے دیدیں یا روٹی دیدیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کھانا تیار نہ ہو اور اسے پیسے مل جائیں تو وہ بازار سے کھانا خرید لے بہرحال جب کوئی فقیر مانگتا ہے تو اسکے ذہن میں

کوئی معین چیز ہوتی ہے۔

یا تو وہ ایک چیز بیان کر دیتا ہے اور یا وہ چند چیزیں اکٹھی بیان کر دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ ان میں ایک اسے مل جائے بہرحال اسکے ذہن میں یہ ضرور ہو گا کہ وہ کیا چیز مانگ رہا ہے۔ لیکن سورۃ فاتحہ پڑھنے والوں میں سے اکثر سے پوچھو تو انہیں یہ علم ہی نہیں ہو گا کہ وہ کیا مانگ رہے ہیں اور اس معاملہ میں میں احمدیوں کو دوسرے مسلمانوں سے ممتاز نہیں پاتا حالانکہ جب کوئی شخص مانگتا ہے تو وہ مسئولہ چیز کو وصول کرنے کے لئے بھی تیار ہوتا ہے مثلاً جب کوئی دوسرے گھر سے سالن مانگنے جائے تو وہ اپنے ساتھ پلیٹ بھی لے جاتا ہے۔ یا آٹا مانگنے جائے تو وہ اپنے ساتھ کوئی رومال بھی لے جاتا ہے لسی یا دودھ مانگنے جائے تو اپنے ساتھ کوزہ بھی لے جاتا ہے بہرحال جب کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو اسکے مناسب حال تیاری بھی ہوتی ہے یہ نہیں ہوتا کہ کوئی شخص لسی یا دودھ مانگنے جائے اور دوسرا شخص اسے کہے۔ اچھا لسی یا دودھ لے لو۔ تو وہ کہدے میری جھولی میں ڈال دو۔ یا شوربا پکا ہوا ہو اور وہ کہدے میرے ہاتھ پر ڈال دو۔ یا آٹا مانگنے جائے تو چھاننی پیش کر دے۔ اس طرح تو وہ چیزیں ضائع ہو جائیں گی اور اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ غرض جب کوئی شخص کوئی چیز مانگتا ہے تو اسکے مناسب حال وہ تیاری بھی کرتا ہے اور وہ چیز اسکے ذہن میں موجود ہوتی ہے لیکن جب اسے یہ معلوم ہی نہ ہو کہ وہ کیا چیز مانگ رہا ہے۔ تو وہ اس کے لئے تیاری کیا کرے گا۔ دنیا میں

دو ہی چیزیں ہوتی ہیں

اول عقیدہ دوم عمل۔ جب تک کسی چیز کے متعلق انسان کا پختہ عقیدہ نہ ہو اس کے حصول کی وہ کوشش نہیں کرتا پس جب ہم ہر نماز میں کئی دفعہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم والی دعا مانگتے ہیں تو ہمیں سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا چیز ہے جو ہم مانگتے ہیں اور اگر ہمیں اس کا علم ہے تو ہمیں یہ سوچنا پڑے گا کہ آیا قرآن کریم نے اس کے لئے کوئی شرطیں بھی بیان فرمائی ہیں یا نہیں اور اگر قرآن کریم نے اس کے لئے کچھ شرطیں بیان فرمائی ہیں تو ہمیں غور کرنا پڑے گا کہ کیا ہم نے وہ شرائط پوری کر لی ہیں مثلاً گورنمنٹ نے فوجیوں کے لئے چند قواعد مقرر کئے ہوئے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ یہ کام کرے تو اس کو ملٹری کراس دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص یہ یہ کام کرے تو اسے وکٹوریہ کراس دیا جائے گا۔ اب اگر اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کے مقابلہ میں خدا تعالے نے کوئی شرط بیان کی ہے۔ تو ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ آیا ہم نے وہ شرط پوری کر لی ہے؟ اور کیا واقعی ہم انعام کے مستحق ہو گئے ہیں اگر ایک شخص فوج میں داخل ہوا اور دو تین دن کے بعد وہ درخواست کرے کہ گورنمنٹ بڑی مہربان ہے مجھے ملٹری کراس دیا جائے یا گورنمنٹ بڑی مہربان ہے مجھے وکٹوریہ کراس عطا کیا جائے تو اسے ملٹری کراس یا وکٹوریہ کراس دینا تو الگ رہا۔ گورنمنٹ اسے فوج سے بھی نکال دے گی۔ اور پاگل خانہ بھیج دے گی۔ یا مثلاً گورنمنٹ نے ایک قاعدہ مقرر کیا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص ایم۔اے پاس ہو اور پھر کم از کم سیکنڈ ڈویژن میں اس نے امتحان پاس کیا ہو تو اسے کسی کالج کی پروفیسری دی جا سکتی ہے۔ اب اگر کوئی پرائمری پاس کرے اور گورنمنٹ سے درخواست کرے کہ

گورنمنٹ بڑی مہربان ہے

مجھے فلاں کالج میں پروفیسر لگا دیا جائے۔

تو کیا گورنمنٹ اسے پروفیسرشپ دے دیگی یا پاگل قرار دیکر پاگل خانہ بھیجے گی۔ اسی طرح اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کیلئے اگر کچھ شرطیں مقرر ہیں تو ہمیں پہلے ان شرطوں کو پورا کرنا ہوگا۔ تب ہم انعام کے مستحق ہوں گے ورنہ نہیں۔ مثلاً ایم۔ اے فرسٹ ڈویژن یا سیکنڈ ڈویژن کے ساتھ اگر پروفیسری ملتی ہے۔ تو اسے حاصل کرنے کیلئے پہلے ایم۔ اے فرسٹ ڈویژن یا سیکنڈ ڈویژن پاس کرنا ضروری ہوگا۔ یا اگر کسی خاص سروس کے یہاں آفیسرز کا سیلیکشن ہوتا ہے۔ تو اسے ہائر آفیسرز پوسٹ حاصل کرنے کیلئے اس خاص سروس سے گزرنا ہوگا۔ اور اگر وہ ہائر پوسٹ کیلئے درخواست دیگا۔ تو فوراً اس سے یہ مطالبہ کیا جائیگا کہ لاؤ سرٹیفکیٹ لیکن

مسلمانوں کی یہ حالت ہے،

کہ وہ اعلیٰ درجات حاصل کرنے کی بجائے ایک ادنیٰ ترین چیز پر ہی خوش ہو جاتے ہیں۔ وہ ہر نماز میں یہ دعا تو مانگتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم لیکن اگر ان کے سامنے منعم علیہ گروہ کا ذکر کیا جائے۔ تو وہ اس گروہ کے انعامات کا اپنے آپ کو مستحق نہیں سمجھتے۔ گویا ان کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے ہر درجہ تعلیم کے لوگ کسی سکول میں جائیں۔ اور ہیڈ ماسٹر سے کہیں کہ ہمیں پہلی جماعت میں داخل کر لیا جائے۔ اگر کسی جگہ بڑے بڑے شاعر ادیب اور پڑھے لکھے لوگ سکول میں جائیں اور ہیڈ ماسٹر سے کہیں کہ ہمیں پہلی جماعت میں داخل کر لیا جائے۔ تو یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہوگی۔ اسی طرح مسلمان دعا تو وہ مانگتے ہیں جس کے نتیجہ میں صدیقیت اور ماموریت کا مقام بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر وہ چاہتے ہیں کہ انہیں صرف صالحیت کا مقام دیا جائے۔ اگلے درجات نہ دیئے جائیں۔ گویا ساری عمر وہ پہلی جماعت میں ہی بیٹھے رہیں۔ اگلی جماعت میں انہیں ترقی نہ دی جائے۔ اس کے مقابلہ میں

ہماری جماعت کی یہ کیفیت ہے،

کہ وہ صرف انتہائی مقام کو دیکھتی ہے۔ نچلے درجوں کی طرف اس کی توجہ ہی نہیں ہوتی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں جب لکھنؤ گیا تو وہاں ایک بڑے بھاری طبیب تھے ان کے میرے بڑے بھائی کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے۔ اس لئے میں ان کے پاس گیا اور کہا آپ مجھے طب پڑھا دیں۔ انہوں نے کہا میں نے قسم کھائی ہوئی ہے۔ کہ میں کسی کو طب نہیں پڑھاؤں گا۔ میرا فلاں شاگرد اچھا خاصہ طبیب ہے۔ تم اس سے پڑھ لو۔ میں نے کہا۔ میں تو صرف آپ سے ہی طب پڑھوں گا۔ وہ طبیب آپکی جرأت سے بہت متأثر ہوئے اور انہوں نے کہا آپ کہاں تک پڑھنا چاہتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے میں ان دنوں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ طبیب کیا ہوتا ہے۔ جس طرح آجکل بعض طب کی ڈگریاں ہوتی ہیں۔ اور بعض سائنس کی ڈگریاں ہوتی ہیں اسی طرح پہلے زمانہ میں بعض مہندس ہوتے تھے۔ بعض طبیب ہوتے تھے۔ اور بعض فلسفی ہوتے تھے۔ میں نے افلاطون جالینوس اور بقراط وغیرہ کے نام کتابوں میں پڑھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا میں افلاطون کے برابر علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ حالانکہ وہ ایک فلسفی تھا۔ وہ طبیب اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے اب ضرور تم کچھ نہ کچھ علم حاصل کر لوگے لیکن وہ تو ایک بچہ کی بات تھی۔ جو سج گئی۔ اب اگر کوئی اچھا بھلا آدمی ایسا کام کرے تو کیا یہ بات سج جائے گی۔ ہماری جماعت یہ نہیں سمجھتی۔ کہ بعض

درمیانہ اور نچلے درجات

بھی ہوتے ہیں۔ وہ صرف یہی استدلال کرتے رہیں گے کہ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ میں امتی نبی ہو سکتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے بعض نچلے درجات بھی ہیں۔ اور وہ ہمارے لئے ہیں۔ وہ صرف اتنا ہی فائدہ اٹھا کر چھوڑ دیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت ہو گئی ہے۔ اور یہ نہیں سوچیں گے کہ اس کے نیچے صدیقیت شہادت اور صالحیت کے مقام بھی ہیں۔ جو ہم میں سے ہر ایک کیلئے کھلے ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان مقامات میں سے کوئی نہ کوئی مقام حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

غرض ایک عام مسلمان تو پہلی جماعت سے آگے نہیں بڑھتا۔ اور احمدی صرف ایم۔ اے پر ہی نظر ڈالتا ہے۔ اور یا پھر اس بات پر خوش ہو جاتا ہے کہ فلاں ایم۔ اے ہو گیا ہے۔ حالانکہ جب تک وہ خود فائدہ نہیں اٹھاتا۔ محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مامور ہونے سے اسے ذاتی طور پر کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ دوسرے کے درجہ پر خوش ہو جانا تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ دو شخص کہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو کہا کہ آج میں نے

یہ عجیب ماجرا دیکھا

کہ لوگ حلوے اور مٹھائیوں کے بڑے بڑے طبق اٹھائے لا رہے تھے۔ وہ کہنے لگا پھر مجھے کیا اس پر اس نے کہا۔ وہ لوگ تمہارے گھر کی طرف ہی آ رہے تھے۔ اس نے کہا پھر تجھے کیا۔ احمدیوں کی بھی یہی حالت ہے۔ اگر کچھ مل گیا ہے۔ تو وہ حضرت مرزا صاحب کو ملا ہے۔ تمہارے لئے اس میں خوش ہونے کی کونسی بات ہے۔ سوائے اس کے کہ تم کہو کہ اگر اوپر کا رستہ کھل گیا ہے تو نیچے کا رستہ بھی کھلا ہوگا۔ ہم اس کیلئے کوشش کریں۔ پھر تو خوش ہونے کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور مامور بنا دیا ہے تو صدیقیت کا بھی کوئی انکار نہ رہا۔ ہم صدیق بنتے ہیں۔ لیکن اگر تم صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر خوش ہو جاتے ہو۔ اور خود چپ کر کے بیٹھ جاتے ہو۔ تو اس سے تمہیں کیا فائدہ؟ غرض اگر تم یہ سوچو کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبوت کا درجہ مل گیا ہے۔ تو آؤ ہم بھی منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ تو یہ بڑی عمدہ بات ہے۔ لیکن اگر تم اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ نہ صدیق بننے کی کوشش کرتے ہو۔ نہ شہید بننے کی کوشش کرتے ہو نہ صالح بننے کی کوشش کرتے ہو۔ تو محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی بن جانے سے تمہیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ تمہارا فائدہ تو اسی میں ہے کہ تم خود بھی کوئی مقام حاصل کرنے کی کوشش کرو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں

ایک نابینا حافظ تھے

جن کا نام میاں محمد تھا۔ وہ پشاور کے رہنے والے تھے۔ ان میں دین کا بڑا جوش تھا۔ اور اتنے نڈر تھے۔ کہ اس قسم کا نڈر شخص دنیا میں بہت کم ہوتا ہے۔ اگر انہیں رات کے بارہ بجے بھی خیال آ جاتا کہ لوگوں کو نماز کی تلقین کرنی چاہیئے۔ تو وہ دروازے کھٹکھٹا دیتے۔ اور اگر گھر والا باہر آتا تو اسے کہتے۔ میاں کیا تم نماز پڑھا کرتے ہو یا نہیں۔ ان کی دلیری اور جرأت کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ بھی ان سے ڈرتے تھے۔ چنانچہ ایک افسر جو پشاور کے پولیٹیکل ایجنٹ ہونے والے تھے۔ ایک دن انہوں نے ان کا دروازہ بھی کھٹکھٹا دیا۔ ملازم آیا اور پوچھا۔ کون ہو؟ انہوں نے کہا حافظ محمد ہوں اور کلمہ حق پہنچانے آیا ہوں۔ پولیٹیکل ایجنٹ صاحب نے کہا میں آج بہت تھکا ہوا ہوں۔ انہوں نے کہا اگر مر گئے تو پھر کیا ہوگا۔ پولیٹیکل ایجنٹ نے یہ بہانہ بنا کر کہ وہ کل سارا دن انہیں ننگے اپنا پیچھا چھڑا لیا اور نوکروں کو تلقین کر دی کہ دوسرے دن انہیں کوٹھی کے قریب نہ آنے دیں۔ حافظ صاحب جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے تو ان کے اندر بھی وہی جوش موجزن رہا۔ ایک دفعہ وہ جلسہ سالانہ سے واپس گھر جا رہے تھے اور بھی کئی دوست ساتھ تھے۔ کہ رستہ میں بحث شروع ہو گئی۔ کہ ہم مومن ہیں یا نہیں۔ پر اپنے طریق کے مطابق ایک شخص سے کہا۔ کیا ہم

اتنا بڑا دعوے

کر سکتے ہیں ہم تو گنہگار آدمی ہیں۔ خدا تعالیٰ بخش دے۔ تو بخش دے اسی طرح دوسرے اور پھر تیسرے نے کہا۔ مولوی عبد الکریم صاحب نے بھی اپنے خیالات کی رو میں یہ کہہ دیا کہ ہم کمزور اور گنہگار ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ بخش دے تو اس کی ذرہ نوازی ہے۔ حافظ صاحب نے کہا اچھا آج سے میں آپ میں سے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا۔ کیونکہ قرآن کریم نے کہا ہے کہ نماز صرف مومن کے پیچھے پڑھنی چاہیئے۔ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آ کر شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ حافظ صاحب کو دوسروں کے پیچھے نماز تو نہیں چھوڑنی چاہیئے تھی لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ان کی بات درست ہے۔ یہ انکسار کا موقعہ نہیں تھا۔ بلکہ حقیقت کے اظہار کا موقع تھا اگر کوئی شخص آپ لوگوں سے دریافت کرے کہ کیا آپ انسان ہیں۔ تو کیا آپ یہ کہیں گے۔ کہ توبہ توبہ میں کہاں انسان ہوں۔ اسی طرح جو امور

ایک مومن کی شان

کے شایاں ہیں۔ اُن کا واضح طور پر اقرار کرنا چاہیئے۔ غرض اگر یہ بات صرف عام مسلمانوں میں ہوتی تو اور بات تھی۔ لیکن احمدیوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس آیت کا صرف یہ مفہوم ہے کہ اس سے امتی نبوت کا اجراء ثابت ہوتا ہے۔ لیکن وہ اس بات کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ اس سے نیچے بھی بعض درجات ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے جہاں ان درجات کا ذکر فرمایا ہے وہاں صفائی کے ساتھ ان کے حصول کا طریق بھی بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ نساء میں فرماتا ہے ولو انا کتبنا علیھم ان اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم ما فعلوہ الا قلیل منھم ولو انھم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیراً لھم واشد تثبیتا۔ واذاً لاٰتینٰھم من لدنا اجراً عظیما۔ ولھدینٰھم صراطاً مستقیما۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقاً۔

(سورۃ نساء آیت ۶۷ تا ۷۰)

فرماتا ہے اگر ہم مسلمانوں پر یہ فرض کر دیتے کہ اقتلوا انفسکم تم اپنے آپ کو قتل کر دو واخرجوا من دیارھم یا تم اپنے وطن چھوڑ کر باہر نکل جاؤ۔ ما فعلوہ تو یہ کبھی ایسا نہ کرتے الا قلیلا منھم مگر تھوڑے جن کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے ولو انھم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیراً لھم واشد تثبیتا

اور اگر وہ ایسا ہی کرتے جیسا کہ انہیں نصیحت کی جاتی ہے کہ اپنے نفسوں کو قتل کر دو یا اپنے آپ کو بے وطن کر دو۔ تو یہ ان کے لئے حیات کا موجب ہوتی اور یہ اجر ان کے لئے قائم ہونا ہوتا۔ دیار سے

اجڑ جانے کے معنے

یہ ہیں کہ ان کا کوئی سہارا نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ اپنے آپ کو بے وطن کر دیتے تو یہ بات ان کے قدموں کو گاڑنے والی ہو جاتی ۔ واذاً لاٰتینٰھم من لدنا اجراً عظیما و لھدینٰھم صراطاً مستقیما اور اس صورت میں علاوہ اس کے کہ ہم انہیں اجر عظیم عطا کرتے اور ان کے قدموں کو گاڑ دیتے۔ ہم انہیں زائد انعام بھی دیتے اور اس کے نتیجہ میں انہیں صراط مستقیم ملتی و من یطع اللّٰہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ الخ

صراط مستقیم یہ ہے

کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرتا ہے وہ اس گروہ میں شامل ہو جاتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی ایسے لوگ نبی صدیق شہید اور صالح بن جاتے ہیں وحسن اولٰئک رفیقا اور یہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت سے بتایا ہے کہ وہ صراط مستقیم کیسے ملتا ہے جس پر چلنے کے نتیجہ میں انسان نبی صدیق شہید صالح بن سکتا ہے فرماتا ہے ولو انا کتبنا علیھم ان اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم۔ جب انسان اتنا پختہ ایمان والا ہو جاتا ہے کہ اگر اسے یہ احکام ملیں کہ اپنی جان دیدو تو وہ بڑی خوشی سے اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اور اگر اسے یہ احکام ملیں کہ تم بے وطن ہو جاؤ تو وہ بڑی خوشی سے اس پر عمل پیرا ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں اسے صراط مستقیم میسر آجاتا ہے۔ مگر ایک احمق اول تو یہ نہیں سوچتا کہ صراط مستقیم ہے کیا اور اگر اسے پتہ لگ جاتا ہے تو یہ نہیں سوچتا کہ یہاں صرف حضرت مسیح موعودؑ کا ہی ذکر نہیں بلکہ میرا بھی ذکر ہے اور اس سے پچھلی آیتوں میں صراط مستقیم کو حاصل کرنے کا طریق بھی بیان کیا گیا ہے

حقیقت یہ ہے

کہ جب کوئی شخص ان دو باتوں پر قائم ہو جاتا ہے تو قرآن کریم میں بیان کردہ چار درجات میں سے ایک درجہ اسے ضرور مل جاتا ہے۔ اگر وہ جان دینے کے لئے اور بے وطن ہونے کے لئے پوری طرح تیار ہو جاتا ہے۔ اور وقت آنے پر وہ ایسا کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے تو اسے شہید کا درجہ مل جاتا ہے۔ اور اگر وہ صرف تیار ہی نہیں بلکہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو بھی اس کی تلقین کرنے لگ جاتا ہے اور انہیں اکساتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے جان دینے اور بے وطن ہونے سے بہتر اور کونسی بات ہے تو اسے صدیق کا درجہ مل جاتا ہے اور اگر اسے جان دینی پڑتی ہے یا دین کے لئے بے وطن ہونا پڑتا ہے تو اس کے لئے تیار ہونا تو الگ رہا وہ ایسے مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے کہ لوگ اس کی جان لیں۔ لوگ اسے بے وطن کر دیں تو یہ

نبوت کا مقام

ہوتا ہے۔ کیونکہ نبی اکیلا ہی دشمن کے مقابلہ میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور یہ صاف بات ہے کہ اس طرح وہ اپنے عمل سے دشمن کو یہ دعوت دیتا ہے کہ آ اور مجھے مار۔ یا مجھے میرے وطن سے نکال دے اور یہی نبوت کا مقام ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے کفر کے مقابلہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آواز اٹھائی تھی ورنہ سب سے پہلے جس نے تمام لوگوں کو چیلنج دیا تھا اور ان کی مرضی کے خلاف چلا وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ دیکھتے رہتے کہ آپ کیا کرتے ہیں تا وہ اسے دہرائیں۔ گویا ابتداء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ اسے دہراتے تھے۔ گویا جو ابتداء کرتا ہے وہ رسول ہے اور جو دہراتا ہے وہ صدیق ہے بچپن میں ہم پڑھا کرتے تھے کہ جب بادل آتے ہیں اور گرجنے لگتے ہیں تو پانی کے قطرات نیچے گرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ آخر ایک قطرہ جرأت کرتا ہے اور نیچے کود کر فنا ہو جاتا ہے۔ تب اسے دیکھ کر باقی قطرات بھی تیار ہو جاتے ہیں اور یکے بعد دیگرے نیچے کود پڑتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فطرت انسانی ہر اچھے کام کے لئے تیار ہو جاتی ہے ۔ لیکن بعض کام اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ ان کے لئے کسی نہ کسی کو نمونہ پیش کرنا پڑتا ہے اور جو نمونہ پیش کرتا ہے وہی مستحق ہوتا ہے کہ اسے لیڈر بنایا جائے۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو نہ صرف قربانی کے لئے تیار رکھا بلکہ اس نے

قربانی کا نمونہ پیش کیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ صدیقیت درحقیقت نبوت کے ہی ایک ٹکڑے کا نام ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ نبی پہلے کود پڑتا ہے اور صدیق پیچھے کودتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک دفعہ وہابیوں اور حنفیوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ ان دنوں اپنے آپ کو وہابی کہا کرتے تھے۔ کیونکہ ابھی احمدی کے لفظ کا استعمال نہیں ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ اس جھگڑے سے حضرت خلیفہ اولؓ کو تکلیف ہوئی ہے آپ نے فرمایا مولوی صاحب آپ ایک اشتہار لکھیں کہ اس جھگڑے سے کیا فائدہ ہے حضرت امام ابو حنیفہ کا یہ اعتقاد تھا کہ سب سے مقدم قرآن کریم ہے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں۔ اور اگر ان دونوں سے کوئی بات حل نہ ہو تو پھر عقل اور اجتہاد سے کام لیا جائے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اس لحاظ سے تو ہم بھی حنفی ہی ہیں۔ پھر جھگڑا کیا۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے اشتہار کا مضمون لکھا اور اس کے نیچے لکھ دیا

بمے سجادہ رنگین کن۔ گرت پیر مغاں گوید

یعنی چونکہ یہ حکم تھا اس لئے میں نے یہ اشتہار دے دیا ہے۔ اور پھر وہ اشتہار چھپوا کر اس کی ایک کاپی آپ کی خدمت میں بھجوا دی۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ

فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں قادیان آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر کسی تمہید کے مجھے فرمانے لگے۔ مولوی صاحب ایمان کے لحاظ سے کس چیز کو مقدم رکھنا چاہیئے آپ نے کہا قرآن کریم کو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کے بعد دوسری چیز کونسی ہے جس کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ آپ نے کہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر ان دونوں سے بھی کوئی بات نہ ملے تو کیا کیا جائے حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا اگر ان دونوں میں سے کوئی بات نہ ملے تو خدا تعالیٰ نے جو عقل بخشی ہے وہ اس سے کام لے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہی حنفیت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرماتے تھے۔ اس پر مجھے وہ اشتہار یاد آگیا اور میں اپنے آخری فقرہ پر نادم ہوا۔

حقیقت یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے جو چاروں مقامات ہیں یہ سارے کے سارے قابل فخر ہیں۔ لیکن جو شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے آپ کو پہلے پیش کر دیتا ہے خدا تعالیٰ اس کو بلند مقام عطا کرتا ہے۔ ورنہ ظاہری قربانیوں کے لحاظ سے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ دونوں نے قربانیاں کیں۔ لیکن بتوں کے خلاف سب سے پہلے جس شخص نے آواز بلند کی وہ صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی وجود تھا۔ صحابہؓ نے آپؐ کی صرف نقل کی اور آپ کی آواز کے پیچھے اپنی آواز بلند کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ...

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند

اوّل کسے کہ لاف تعشق زند منم

یعنی اگر تیرے کوچہ میں مارے جانے کا سوال پیش آجائے تو اس کے لئے سب سے پہلے میری آواز ہی اٹھے گی یہی چیز ہے جو لنھدینھم صراطاً مستقیما میں بیان کی گئی ہے اس کے معنے یہی ہیں کہ تم اپنے آپ کو ایسے مقام پر لے آؤ کہ لوگ تمہیں قتل کر دیں یا تمہیں ملک بدر کر دیں۔ چنانچہ فرماتا ہے اگر ہم ان پر یہ بات فرض کر دیتے کہ وہ اپنے نفسوں کو قتل کر لیں یا بے وطن ہو جائیں تو وہ یہ کام نہ کرتے لیکن اگر وہ یہ کام کر لیں گے تو ہم انہیں صراط مستقیم عطا کر دیں گے گویا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم والی دعا تبھی پوری ہو گی جب تم میں یہ دونوں باتیں پائی جائیں۔ اور اگر یہ دونوں باتیں پیدا نہیں ہوتیں تو

تمہاری مثال

ایسی ہی ہو گی جیسے اس شخص کی سی ہے جو کالج میں پروفیسری کے لئے درخواست دے دے لازمی بات ہے کہ گورنمنٹ اسے رد کر دے گی اسی طرح اگر تم ان دونوں چیزوں کو اپنے اندر پیدا نہیں کرو گے تو تمہاری اھدنا الصراط المستقیم کی درخواست بھی رد کر دی جائے گی۔ اگر یہ محض عقلی بات ہوتی تب تو کوئی بات نہ تھی۔ لیکن یہاں تو قرآن کریم نے خود بتا دیا ہے کہ جان اور وطن دونوں کو چھوڑنے کے لئے ہر وقت تیار رہو اور جب تم اس مقام پر پہنچ جاؤ گے کہ اگر تمہیں جان دینے کا حکم ہے تو تم جان دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار پاؤ اور اگر خدا کے لئے بے وطن ہونے کا حکم ملے تو بے وطن ہونے کے لئے اپنے آپ کو تیار پاؤ تو ہم تمہیں صراط مستقیم دکھا دیں گے۔ تو گے جس جس مقام کے مناسب حال قربانی ہو گی وہ مقام تمہیں مل جائے گا۔ اگر تمہاری قربانی نبوت کے درجہ کے مناسب حال ہو گی تو نبوت کا درجہ تمہیں مل جائے گا۔ اگر تمہاری قربانی صدیقیت کے درجہ کے مناسب حال ہے تو صدیقیت کا درجہ تمہیں مل جائے گا۔ اگر تمہاری قربانی شہادت کے مقام کے مناسب حال ہے تو شہادت کا مقام تمہیں حاصل ہو جائے گا۔ اور اگر تمہاری قربانی صالحیت کے مقام کے مناسب حال ہے تو تم صالحیت کا درجہ حاصل کر لو گے۔

احباب صدقات دیتے وقت فضل عمر ہسپتال ربوہ کے نادار مریضوں کا خیال رکھا کریں!

ایک مراسلہ کے جواب میں علامہ نیاز صاحب فتح پوری ایڈیٹر نگار کی تصریحات

احمدیت کا مقصد عملی تعلیمات اسلام کو زندہ کرنا ہے اور جماعت احمدیہ رات دن اس مقصد کی تکمیل میں منہمک ہے

میرے نزدیک تمام مسلمانوں میں سے آج صرف یہی ایک جماعت ہے جسے صحیح معنوں میں باعمل جماعت کہہ سکتے ہیں

میں مرزا صاحب کے اخلاق کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی عظمت کا اعتراف کرتا ہوں

اردو زبان کے کہنہ مشق اور مشہور سنجیدہ ادیب علامہ نیاز فتح پوری نے اپنے ماہنامہ "نگار" کی اشاعت اپریل ۱۹۶۱ء میں "مرزا غلام احمد صاحب اور تحریک احمدیت" کے زیر عنوان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور تعلیمات پر اعتراضات کے متعلق ایک مراسلہ کے جواب میں بعض وضاحتیں اپنی طرف سے پیش کی ہیں۔ چونکہ آپ کے جوابات سے کئی ایک ایسی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوتا ہے جو سلسلہ احمدیہ کے بانی علیہ السلام کے متعلق اور آپ کی تعلیمات کے متعلق دانستہ یا نادانستہ طور پر پھیلائی جاتی ہیں۔ اس لئے ہم اعتراضات اور آپ کے جوابات درج کرتے ہیں۔

علامہ موصوف نے باوجود بعض باتوں میں اختلاف کے اعتراضات کے جواب ایسے نپے تلے اور مختصر الفاظ میں دئے ہیں کہ ہم آپ کی قابلیت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ان جوابات سے ایک اچھی بات جو واضح ہوتی ہے یہ ہے کہ احمدیت اور اس کی تعلیمات کا ہمدردانہ مطالعہ کرنے سے جماعت کے متعلق صحیح اندازہ لگانا ایک فہمیدہ ذہن کے لئے مشکل نہیں۔ اور آج جبکہ اسلام پر چاروں طرف سے ادبار کی گھٹائیں امڈ آئی ہیں جماعت احمدیہ کی فعالیت اور اس کی جدوجہد کو جو وہ حقیقی اسلام کے احیاء کے لئے کر رہی ہے۔ اس کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ دوسری بات جو اس سے واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بعض اچھے لکھے پڑھے افراد کو بھی صحیح زاویہ سے احمدیت کے لٹریچر کا مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے اور مخالفین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے زیر اثر احمدیت کے موقف کی پہچان میں سخت ٹھوکر لگ سکتی ہے۔

(ادارہ)

میرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) اور تحریک احمدیت

(سوالات از غلام محمد شاہ کشمیری (ایم اے، ایل ایل بی فائنل مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

مکرمی قبلہ نیاز صاحب

سلام مسنون!

سوال نمبر ۱ میں دس سال سے "نگار" کا باقاعدہ مطالعہ کر رہا ہوں، اور ہر ماہ اس کا بے چینی سے انتظار کرتا ہوں۔ آپ جس بے باکی سے اپنی بات کہتے ہیں اور جس ہمت سے اسے پیش کرتے ہیں۔ وہ قابل تعریف ہے، خواہ وہ رائے غلط ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن آپ جسے درست خیال کرتے ہیں اس کا اظہار برملا کرتے ہیں۔

جن دنوں میرا رجحان کمیونزم کی طرف تھا میں "نگار" کے ایک ایک لفظ سے متفق تھا لیکن روحانی بے چینی اور ذہنی انتشار کمیونزم کی لازمی پیداوار ہے۔ اسی انتشار نے آہستہ آہستہ میرا روحانی سکون سلب کر لیا تھا اور میں پھر حقیقت کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ انہی دنوں میں احمدی جماعت سے میری دلچسپی بڑھنے لگی، ایک احمدی صاحب سے کتابیں ملتی رہیں جو ایک "صحابیٔ مرزا صاحب" کے فرزند ارجمند تھے۔ میں شوق و ذوق سے مطالعہ میں غرق ہو گیا۔ لیکن میری رہنمائی اسی دوست کے گھریلو ماحول نے کی۔ سب بیٹے باپ سے الگ جس باپ کو فخر تھا کہ اس نے مرزا صاحب کو دیکھا ہے اور جس کے نام کے ساتھ اب رضی اللہ عنہ لکھا جاتا ہے۔ اسی باپ کو یہ احمدی بیٹے طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے رہے۔ اس نے میرے ذہنی انتشار کو اور بھی بڑھا دیا۔ اور میں بہائی تحریک کی طرف رجوع کیا، لیکن معلوم ہوا کہ یہاں اس جماعت میں صرف وہ احمدی ہیں جو احمدیت چھوڑ کر بہائی بن گئے ہیں۔ اس احمدیت کے دوسری اسٹیج سے خدا خدا کر کے میں بچ کے نکل گیا۔

(نگار) حیرت ہے کہ احمدی جماعت کے صرف چند افراد کے اخلاق کو دیکھ کر آپ میں ذہنی انتشار پیدا ہو گیا۔ احمدی جماعت فرشتوں کی جماعت نہیں کہ اس کے تمام افراد معصوم و بے گناہ ہوں اگر بعض افراد کسی جماعت کے بد اخلاق ہوں تو اس کے معنی یہ نہیں کہ ساری جماعت اور ان کی تعلیم ہی کو ناقص قرار دیا جائے، کیا عہد نبوی اور عہد خلافت راشدہ میں منافق نہ پائے جاتے تھے اور کیا آپ حقیقت کے پیش نظر عہد سعادت کی تعلیم کو بھی تعلیم احمدیت کی طرح ناقص قرار دیں گے؟

سوال نمبر ۲ اسلام جو قرون اولیٰ میں ایک سادہ، پاکیزہ متحرک اور ہمہ مذہب تھا۔ بعد کے ادوار میں صوفیوں، ایجاد پسندوں اور ملاؤں کا شکار ہوتے ہوتے تفاسیر اور عجائبات کا پلندہ بن کر رہ گیا، قرون اولیٰ میں اگر نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کو عملاً قائم کیا جاتا تھا، تو دلوں میں محبت و رافت کی شمع بھی روشن رہتی تھی۔ لیکن اس کے بعد نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور اسلام کی سیاسی اسپرٹ کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے کہا گیا کہ خدا کے بندوں سے صرف ہمدردی دکھانا ہی اسلام ہے اور آخر کار صوفی لوگوں نے ترک دنیا کا نام ہی عبادت رکھا، اور اس مہلک نظریہ کو "طریقت" کا خوشنما لباس پہنا دیا۔

میرے نزدیک اسلام ایک سیاسی، سماجی، معاشی اور مذہبی دستور ہے جو نوع انسانی کو صرف ایک اللہ کی بندگی کی طرف بلاتا اور سیاسی و سماجی طور پر وہ ایسی سوسائٹی تعمیر کرنا چاہتا ہے جو سراسر پاکیزہ، سادہ متحرک ہمہ ہو۔ انسانی رواداری کا عملی نمونہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام اسی سوسائٹی کے افراد کو روحانی تربیت بھی دینا چاہتا ہے نوع انسانی سے محبت کرنا، اور ہمدردی کرنا بھی سکھاتا ہے متحرک [illegible] بھی بنانا چاہتا ہے اور ان تمام چیزوں کو ایک مرکزی حیثیت دینا چاہتا ہے اس کے لئے اسلامی دستور (قرآن) میں عبادات کے مختصر مگر جامع ہدایات بھی صاف الفاظ میں بیان کر دئے گئے ہیں۔

خشک تصوف، آستانے، سجادے، زیارت گاہیں، درویشوں، قلندروں اور فقیروں کی داڑھی لمبی تسبیحیں، مقبرے، مناقب اور قصیدہ خوانی، طریقت، حقیقت اور فنا کی تین صورتیں، ذہنی بحران اور روحانی انتشار کی منزلیں ہیں۔ خرافات، جہالت، اوہام اور اندھی تقلید انہی چیزوں کا نتیجہ ہیں۔ اور امام مہدی کے ظہور کا تخیل ان تمام جہالتوں کی انتہا ہے۔

(نگار) آپ کا فرمانا بالکل درست ہے لیکن آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بالکل وہی ہے جو احمدی جماعت کہتی ہے اور وہ غالباً آپ سے زیادہ اس نام نہاد تصوف کی مخالف ہے۔

سوال نمبر ۳ ظہور مہدی کی کوئی بھی تاویل ہو، بیسویں صدی کے انسان کے دماغ کے لئے قابل قبول نہیں یہ صرف ذہنی انتشار کا نتیجہ ہے جس کو عملی صورت دینے کے لئے اموی اور عباسی حکمرانوں اور بعد کے مسلمان بادشاہوں نے ملاؤں کے ذریعہ حدیثیں وضع کرا لیں اور اسی تخیل نے خارجیت کو شیعیت میں تبدیل کر دیا اور اسی نے بہاء اللہ کو بارھواں امام بنا دیا اور اسی نے مرزا غلام احمد کو مجدد، مسیح، ظل محمد اور مہدی بنا دیا اور اسی کے دم سے آج بھی چن بشیشور زندہ ہیں۔

(نگار) ظہور مہدی کے باب میں میرا خیال بھی وہی ہے جو آپ کا ہے، لیکن غیر احمدی مذہبی علماء بھی ظہور مہدی کی روایات کے قائل ہیں، اس لئے وہ مرزا غلام احمد کی مہدویت سے اس بناء پر انکار نہیں کر سکتے کہ ظہور مہدی کی روایات غلط ہیں۔ پھر چونکہ مرزا صاحب بھی ظہور مہدی کی پیشگوئی کو صحیح سمجھتے تھے اور اسی کے پیش نظر آپ نے دعوائے مہدویت کیا، اس لئے سوال یہ نہیں پیدا ہوتا کہ وہ واقعی مہدی موعود تھے یا نہیں بلکہ صرف یہ کہ وہ اپنے آپ کو واقعی ایسا سمجھتے تھے یا انہوں نے یہ جانتے ہوئے کہ وہ واقعی مہدی موعود نہیں ہیں) ـــــ مہدویت کا جھوٹا دعویٰ کیا

اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیں کہ وہ واقعی اپنے آپ کو مہدی موعود نہیں سمجھتے تھے بلکہ روایات سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انہوں نے لوگوں کو صرف دھوکا دینے کے لئے یہ دعویٰ کیا

تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ بڑے مکار انسان تھے اور مکر و فریب کا یہ جال انہوں نے محض اپنی دنیاوی اغراض کے حصول کے لئے پھیلایا تھا۔

دیکھئے یہی وہ نازک مقام ہے جہاں سے میری آپ کی راہیں جدا ہو جاتی ہیں۔ آپ چونکہ ظہور مہدی کی روایات کو غلط سمجھتے ہیں اس لئے مرزا صاحب کے دعوائے مہدویت کو سُن کر فوراً حکم لگا دیتے ہیں کہ انہوں نے مکر و فریب سے کام لیا، اور میں باوجود ان روایات کو غلط سمجھنے کے مرزا صاحب کو کذب و دروغ کا مرتکب قرار نہیں دیتا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ممکن ہے وہ اپنے آپ کو واقعی موعود سمجھتے ہوں اور اسی یقین کی بناء پر انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہو۔ اس صورت میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ایک غلط بات کو صحیح سمجھا نہ یہ کہ غلط بات کو غلط جان کر اس کی صحت کا دعوےٰ کیا۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

اب آیئے ایک دوسرے زاویہ سے اس مسئلہ پر غور کریں۔ جیسا کہ میں نے ابھی ظاہر کیا اگر آپ کا یہ الزام صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ کہ مرزا صاحب کا دعوائے مہدویت سراسر مکر و فریب تھا تو لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ یہ بہت بڑا مکر و فریب تھا اور جو شخص اپنے مشن کی بنیاد ہی ایسے کذب و دروغ پر قائم کرے گا وہ یقیناً بڑے پست اخلاق کا انسان ہوگا۔ اور اس کی زندگی کا مقصود اس کے سوا کچھ نہ ہوگا کہ وہ لوگوں کو دھوکا دے دیکر دنیا کمائے اور عیش و تنعم کی زندگی بسر کرے۔ حالانکہ مرزا صاحب کی زندگی میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جس سے تاویل بعید کے بھی یہ ثابت ہو سکے کہ وہ خود غرض مطلب پرست اور طامع انسان تھے انہوں نے جس وقت احمدیت کی تبلیغ شروع کی اسی وقت صاف صاف کہدیا کہ ان کا مقصود اس تحریک سے صرف عملی تعلیمات اسلام کو زندہ کرنا ہے اور اس مقصود کی تکمیل میں ہر دن منہمک رہے آپ کو غالباً اس سے انکار نہ ہوگا کہ اس تحریک کے سلسلہ میں انہیں کن کن مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا۔ کیسے کیسے خارزاروں سے گزرنا پڑا۔ لیکن کبھی ہمت نہیں ہاری اور آخرکار ان کا جذبۂ خلوص و صداقت کامیاب ہو کر رہا۔

مجھے سخت حیرت ہوتی ہے کہ لوگ مرزا صاحب کو بُرا کہتے ہیں صرف اس بناء پر کہ انہوں نے مہدی موعود مثیل مسیح اور ظل نبی ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور کبھی اس کا اعتراف نہیں کرتے کہ انہوں نے مسلمانوں میں کیسی زبردست باعمل جماعت پیدا کر دی۔

سوال نمبر ۴ نگار نومبر و دسمبر ۱۹۶۰ء میں آپ نے احمدی جماعت کے بارے میں اپنے خیالات اظہار فرمائے ہیں۔ جہاں تک سید نصیر حسین صاحب کے خط کا تعلق ہے، وہ اخلاق کی حدود سے آگے نہیں بڑھے ہیں۔ لیکن شیخ عبداللہ صاحب نے "چمن" کی پاشندگی کا ثبوت دیتے ہوئے جو "گل افشانیاں" کی ہیں وہ آپ نے جس طرح قبول کر لی ہیں! اس کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا ...... آپ کی وسعت قلبی قابل ستائش ہے۔

تنقیح اسلام نمبر ۱۹۶۰ء میں آپ نے اسلام کے عقائد کو جس انداز میں پیش کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اسلام کو ہمہ گیر تعلیم سمجھتے ہیں، لیکن جس "اسلامی اطوار و کردار اور حرکت و عمل" کا آپ احمدی جماعت کے حق میں ذکر کر رہے ہیں۔ وہاں آپ کھلی چھٹی دیتے ہیں۔ اگر آپ کے وہ خیالات جو عبادات اسلام کے بارے میں ہیں صحیح مان لئے جائیں۔ تو پھر اسلام تصوف کا پلندہ اور صوفیائے خشک کا مذہب بن کر رہ جاتا ہے۔ اور میرے خیال میں یہی چیز ہے۔ جو آپ کو احمدی جماعت کی طرف کشش کرتی ہے۔

(نگار) آپ کا یہ ارشاد بالکل میری سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے تنقیح اسلام نمبر میں صرف ایک ہی چیز کو ظاہر کیا ہے اور وہ یہ کہ اسلام یکسر عملی مذہب تھا اور محض ذہنی معتقدات پر اس کی بنیاد قائم نہ تھی۔ یہی بات میں نے احمدی جماعت کی بابت بھی ظاہر کی ہے کہ اس وقت تمام مسلم جماعتوں میں وہی ایک جماعت ایسی ہے۔ جسے ہم صحیح معنی میں باعمل کہہ سکتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں تصوف کی کونسی بات آپ کو نظر آئی، میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل تصوف کے منافی ہے نہ کہ بقول آپ کے "تصوف کا پلندہ"!

سوال نمبر ۵ احمدیت، تصوفِ جامد کی ترقی پسند، مگر جاہلانہ شکل ہے۔ اگر یہ صرف تصوف کی تحریک ہوتی تو بہت کامیاب ہو جاتی۔ ... اس کی سب سے بڑی خامیاں یہ ہیں کہ اس نے انسانی سوسائٹی کو اسلامی سیاست اور ہمہ گیریت سے بیگانہ اور بے نیاز کر دیا۔ اس نے اسلام کی مجاہدانہ حرارت کو "عدم تشدد" کا برگ حشیش پلا دیا۔ اور تیز و دور رس نظروں کو خمار آلودہ بنا کر ذہنوں پر جمود مسلط کر دیا اور اللہ کی خلافت الارض کو رد کلی بنا دیا یہی وجہ ہے کہ یہ تحریک پیری مریدی کے فرسودہ طریقہ سے آگے نہ بڑھ سکی اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ مرزا صاحب کا مجدد سے مسیح ناصری، مہدی موعود اور ظلی محمد بن جانا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس سے غرض نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو کیا ظاہر کرتے رہے۔ یہ کوئی معقول جواب اور جواز نہیں ہے۔ انسانی دماغ ہر شے سے اثر حاصل کرتا ہے۔ یہ یقیناً تقاضا ہے کہ ہم کسی شخص کی بات کو جانچنے سے پہلے اس کی سیرت، اقوال، اس کے اُٹھنے بیٹھنے،

طرز معاشرت، ایفائے عہد اور لوگوں سے اس کے معاملات کو دیکھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص پہلے ایک بات کہہ کر اس کی تردید ببانگ دہل کر دے، لیکن پھر وہی بات کہہ دے، تو وہ کس صورت میں "صدیق" مانا جائے گا۔

(نگار) حیرت ہے کہ ایک طرف آپ احمدیت کو تصوف جامد بھی کہتے ہیں اور دوسری طرف ترقی پسند بھی، پھر اس کے ساتھ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر وہ صرف تصوف کی تحریک ہوتی تو کامیاب ہو جاتی۔ آگے چل کر یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ یہ تحریک پیری مریدی کے فرسودہ طریقہ سے آگے نہ بڑھ سکی۔ آپ کی اس جامع اضداد تحریر سے آپ کی ذہنی تشویش تو ضرور ظاہر ہوتی ہے، لیکن اس سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپ دراصل کہنا کیا چاہتے ہیں۔ آپ نے روا داری میں اس پر عدم تشدد کی "حشیش" پلا دینے کا بھی الزام عاید کیا ہے اور خلافۃ اللہ کو لوکل بنا دینے کا بھی، لیکن اس کی کوئی معقول دلیل پیش نہیں کرتے اور آپ صرف مرزا صاحب کے دعوائے مہدویت کو اس کی اصل وجہ قرار دیتے ہیں۔ درانحالیکہ سچ پوچھئے تو ان کے اسی دعوے نے اس تحریک میں جان ڈالی اور اگر یہ کوئی نفسیاتی تدبیر تھی تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ مرزا صاحب بڑے زبردست ماہر نفسیات بھی تھے۔

اخیر میں آپ نے ایک بڑی معقول بات لکھی ہے کہ کسی شخص کی بات کو جانچنے کے لئے اس کی سیرت اس کے اقوال و افعال اور لوگوں کے ساتھ اس کے معاملات کو بھی دیکھنا چاہئے۔ میں بھی لفظ بلفظ اسی اصول کا پابند ہوں، لیکن فرق یہ ہے کہ آپ اس اصول کے پیش نظر مرزا صاحب کے کردار کا مطالعہ کئے بغیر ان کو مورد الزام قرار دیتے ہیں اور میں ان کے اخلاق کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی عظمت کا اعتراف کرتا ہوں۔ اگر آپ تکلیف فرما کر کچھ مثالیں ایسی بھی پیش کر دیتے جن سے مرزا صاحب کی سیرت کا داغدار ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔ تو میں یقیناً آپ کا ہمنوا ہو جاتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو ان کے حالات زندگی میں کوئی بات ایسی ملی ہی نہیں۔ ورنہ آپ یقیناً اسے بڑے زور شور کے ساتھ ظاہر کر دیتے۔ محض مہدی موعود یا مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کرنا تو کوئی خرابیٔ کردار نہیں۔ جب تک آپ یہ ثابت نہ کریں کہ یہ دعویٰ کر کے وہ فلاں فلاں اخلاقی معصیتوں میں مبتلا ہوئے۔

سوال نمبر ۶ مرزا صاحب نے "تاریخی" حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کے بہت سے اصولوں کو مسخ کر دیا۔ میں جہاد کو اندھا دھند جنگ یا دوسرا فساد نہیں سمجھتا ہوں۔ جائز حالات میں اگر مسلمان اپنے بچاؤ کے لئے اور اللہ کے دین کی حفاظت کے لئے تلوار نہ اٹھائے، تو یہ اس کے کیرکٹر کی انتہائی پستی ہے۔ اور اگر مسلمان قرآنی دستور کو سوسائٹی کے تمام افراد پر اور تمام شعبہ ہائے حیات میں نافذ کرنے کی کوشش نہ کرے اور اس کے علی الرغم اس سے فرار ہونے کے لئے جواز ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لائے تو قرآن اور رسول پر اس سے زیادہ ظلم کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب کے ہاں اسلام کے بہت سے ایسے ہی اصول یکسر نظر انداز کر دئیے گئے ہیں اور دینی اصولوں کی اس طرح غلط ترجمانی کی گئی ہے کہ خود قرآن کریم کی روح بھی مضطرب ہو چکی ہوگی۔ آپ کا یہ ارشاد کہ احمدی جماعت اسلام کو عملاً قائم کر رہی ہے اور اس کو اپنے اطوار و کردار اور حرکت و عمل سے ثابت کر رہی ہے اس بارے میں عرض ہے کہ آپ نے صرف ان کی (داڑھی تھبودی کی) کو دیکھ کر ایسی بات کہہ دی ہے عامۃ المسلمین سے یہ زیادہ اچھے نہیں ہیں۔ یہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ وہ بھی توہمات میں پھنسے ہیں۔ اور یہ بھی۔ اب رہا ان کا محبت و رافت اور جماعتی بھائی چارہ کا ڈھکوسلہ سو خود ان کی جماعت مرزا صاحب کی آنکھیں بند کرتے ہی اختلاف کا شکار ہو گئی۔ اور دونوں نے ایک دوسرے کی اتنی گندگی اچھالی ہے کہ شیطان بھی کوسوں دور بھاگتا ہے۔

(نگار) اس سے زیادہ غلط بیان اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ مرزا صاحب پر بہت سے اصول اسلام مسخ کر دینے کا الزام قائم کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے آپ خود اصول اسلام سے واقف نہیں۔ اعتقادی حیثیت سے اسلام نام ہے صرف اللہ، رسل، کتب الہامی، ملائکہ اور بعثت بعد الموت پر ایمان لانے کا اور عملی حیثیت سے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد فی سبیل اللہ کا۔ سو مجھے بتائیے کہ مرزا صاحب نے ان میں کن کن باتوں کو مسخ کیا ہے۔ وہ نظریاتی حیثیت سے ان تمام باتوں کے اسی طرح قائل ہیں جس طرح عامۃ المسلمین۔ رہی عملی حیثیت سو غالباً آپ کو بھی اس سے انکار نہ ہوگا کہ مسلمانوں میں کوئی جماعت احکام اسلامی کی اتنی پابند نہیں جتنی احمدی جماعت۔ رہا مسئلہ جہاد سو اس بات میں بھی ان کا مسلک

ولادت: ہمارے احمدی بھائی مسٹر عمر عثمان جک آف سویڈن کو خدا تعالےٰ نے مؤرخہ ۱۹ مارچ ۱۹۶۱ء کو لڑکا عطا فرمایا ہے نومولود کا اسلامی نام منیر عثمان جک رکھا گیا ہے۔ مسٹر عثمان جک صاحب اپنے بچے کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (وکالت تبشیر)

عین تعلیم قرآنی کے موافق ہے۔ جہاد ہمیشہ اپنی ذات سے شروع ہوتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اور وہ جہاد جس کا مفہوم عام طور پر جنگ کیا جاتا ہے۔ وہ بھی صرف دفاعی معنی میں فرض ہے قرآن نے جارحانہ جنگ کو کبھی جائز نہیں سمجھا اور اگر آپ عہد نبوی اور عہد خلافت کی تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو کوئی مثال جارحانہ جنگ کی نہ ملے گی۔ خود رسول اللہ نے بھی کبھی اشاعت اسلام کے لئے تلوار نہیں اٹھائی اور نہ خلفاء راشدین نے ملک گیری کے لئے کسی قوم پر حملہ کیا۔ آپ عہد خلفاء کے بعد کا زمانہ سامنے رکھئے۔ وہ زمانہ حکومت اسلام کا تھا مذہب اسلام کے اقتدار کا نہ تھا۔

میرزا صاحب نے اگر انگریزوں کے خلاف جہاد بالسیف کی ممانعت کی تو وہ عین شریعت اسلامی کے مطابق تھی کیونکہ انگریزوں کے زمانہ میں تمام مسلمان اپنے مذہبی شعائر اختیار کرنے کے لئے آزاد تھے اور ہندوستان کو دارالحرب سمجھ کر اسکے خلاف جہاد کرنے کی کوئی وجہ جواز موجود نہ تھی۔

اس عہد میں اگر کوئی جہاد ہو سکتا تھا تو وہ صرف تبلیغ حق و صداقت کا جہاد تھا اور اس سلسلہ میں میرزا صاحب نے جس طرح غیر مسلموں کا مقابلہ کیا ہے اس سے آپ بھی انکار نہیں کر سکتے۔

افسوس ہے کہ اس سلسلہ میں آپ نے تفصیل کے ساتھ نہیں بتایا کہ مرزا صاحب نے اسلام کے کن اصول کو نظر انداز کر دیا، کن اصول کی غلط ترجمانی کی اور وہ کن توہمات میں مبتلا تھے۔ ورنہ میں شاید زیادہ وضاحت کے ساتھ اپنی رائے پیش کر سکتا۔

رہا مرزا صاحب کے بعد احمدی جماعت کا باہمی اختلاف، سو اس کا نہ مرزا صاحب کی ذات سے کوئی تعلق ہے اور نہ تعلیم احمدیت سے۔ یہ جماعت کے بعض مخصوص افراد کا اختلاف ہے، جو نہ ہوتا تو بہتر تھا۔

سوال نمبر ۷ (۱) ان کا اجتماعی نظام، وہ بوہرا اور اسماعیلیہ شیعوں کی تنظیموں سے زیادہ کمزور ہے۔ ان میں احمدیت سے کم لوگ نہیں ہیں۔ احمدی جماعت "مرد مسلمان جار" کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیتی ہے۔ اگر متذکرہ بالا فرقے بھی اسلامی سیاسی بنیادوں پر سوسائٹی تعمیر نہیں کر سکے تو احمدیت بھی اس سے کوسوں دور ہے۔

مجھے اس بات میں آپ سے اتفاق ہے کہ محض عقائد ہی اسلام نہیں ہیں۔ اگر صرف زبان سے خدا کو خالق و مالک اور رسول کو صدیق اور برحق مانا جائے، تو یہ اسلام نہیں ہے بلکہ اللہ اور رسول کی توہین ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ احمدی لوگ عملاً اسلام پیش کر رہے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ انہوں نے کون سے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ کون سی ایسی اسلامی سوسائٹی تعمیر کی ہے جو ممتاز ہو اور جس کے بارے میں یہ کہا جا سکے کہ یہ وہ تحریک ہے۔ جس سے پورے ہندوستان بلکہ ایشیا کی تاریخ متاثر ہو گئی۔

(نگار) احمدی جماعت نے اس وقت تک اسلام کی جتنی دینی خدمت انجام دی ہے۔ اس کا حال اس جماعت کی سالانہ رپورٹوں سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ انہوں نے دنیا کے مختلف گوشوں میں مبلغین بھیجکر قرآن و تعلیمات قرآنی کی حقیقت غیر مسلموں پر واضح کی، لاکھوں روپیہ صرف کر کے مختلف زبانوں میں قرآن کے تراجم مفت تقسیم کئے۔ بہت سے نادار طلبہ کے وظائف مقرر کر کے ان کو اعلیٰ تعلیم دلوائی، متعدد شفاخانے قائم کر کے بلا امتیاز مذہب و نسل لاکھوں مریضوں کا مفت علاج کیا اور کر رہے ہیں۔ اگر آپ کے نزدیک ان خدمات کی کوئی اہمیت نہیں ہے تو بتایئے کہ اس سے زیادہ آپ اور کیا توقع ان سے رکھتے تھے جو پوری نہیں ہوئی۔

بوہرہ اسماعیلیہ تنظیم ایک مخصوص جماعتی تنظیم ہے اور ایک محدود دائرہ کے اندر محفوظ ہے اور اسے تبلیغ سے کوئی تعلق ہے اور نہ توسیع اسلام سے بلکہ ان کے نظام کی باطنیت اس کی اجازت بھی نہیں دیتی کہ وہ اپنے مذہبی لٹریچر کی اشاعت کریں۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ احمدیت نے سیاسی بنیاد پر کوئی سوسائٹی قائم نہیں کی۔ کیونکہ ان کا مقصود صرف اسلام کی عالمگیر اخلاقی تعلیم کو پیش کرنا ہے نہ کہ سیاسی گتھیاں سلجھانا۔

سوال نمبر ۸ ہندوستان کے تمام مورخ (ہندو، سکھ، مسلمان) اس تحریک کو ناقابل اعتنا سمجھتے ہیں بلکہ وہ اس کے بارے میں کچھ جانتے ہی نہیں۔ کبیر پنتھیوں کو تو تمام ہندوستان کے لوگ جانتے ہیں، لیکن انہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ احمدیت کیا بلا ہوتی ہے۔ ہاں اگر احمدیت اسلام کے مقدس نام پر قائم نہ کی جاتی، تو بھگتی تحریک کے مواد و ذخیرہ میں ایک قابل قدر اضافہ ہو جاتا۔

(نگار) آپ کا یہ کہنا کہ ہندوستان میں تحریک احمدیت سے کوئی واقف نہیں، اتنی صریح غلط بیانی ہے کہ اس کا جواب خاموشی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس وقت دنیا کا کون سی تاریخ ہے جو اس جماعت کے ذکر سے خالی ہو۔ اور وہ کون سا مورخ ہے جس نے ان کی تنظیم کی تعریف نہ کی ہو۔ آپ نے کبیر پنتھی کا ذکر کر کے اپنی عصبیت پر مہر لگا دی۔ کجا کبیر پنتھی تحریک جس کو انسان کی عملی زندگی سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور کجا احمدی تحریک جس کی بنیاد ہی درستی کردار و اصلاح اخلاق پر قائم ہے۔

سوال نمبر ۹ ان کے سماجی تعلقات کے بارے میں اتنا عرض ہے کہ بعض مسلمان انہیں رشتہ دینے میں پیشقدمی کرتے ہیں۔ لیکن یہ حضرات (خصوصاً کشمیری) اپنی تیس تیس سال جوان بیٹیوں کو شادی سے پہلے ہی بیوہ بنائے بیٹھے ہیں اور جس کے نتائج در حج فرما ثابت ہو رہے ہیں۔

(نگار) رشتہ مصاہرت کے سلسلہ میں، اس سے قبل میں اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس باب میں ان کا اصول بالکل صحیح و درست ہے اور ان کی کامیابی و جامعیت بڑی حد تک اسی طرز عمل پر منحصر ہے۔

سوال نمبر ۱۰ پروفیسر الیاس برنی مرحوم کی کتاب "قادیانی مذہب" کا معمولی انداز سے ذکر کر کے آپ نے ان کے ساتھ ظلم کیا ہے وہ "حوالہ جات" جن سے برنی نے "قادیانی مذہب" مرتب کیا۔ اب بھی احمدی حضرات کی کتابوں میں اور خصوصی طور پر میرزا صاحب کی تصانیف میں من و عن موجود ہیں اور آپ اگر غیر جانبداری سے کام لیں اور صرف جذبات کے بہاؤ پر خیالات اور آراء کا سفینہ نہ چلائیں تو آپ بچشم خود وہ حوالہ جات ملاحظہ فرما کر نتیجہ پر پہنچ جائیں گے۔

(نگار) میں نے الیاس برنی کی علمی کتاب دیکھی ہے اور وہ بھی جو اس کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ میری ذاتی رائے یہی ہے کہ الیاس برنی نے مرزا صاحب کے اقوال نقل کرنے میں کافی تلبیس سے کام لیا ہے۔ اگر آپ ان مسائل کی صراحت فرما دیتے جن میں آپ الیاس برنی سے متفق ہیں تو میں بھی بالتفصیل بتا دیتا کہ الیاس برنی نے کہاں کہاں کن تلبیسات سے کام لیا ہے۔

سوال نمبر ۱۱ رہا یہ سوال کہ کوئی احمدیت کی مخالفت یا حمایت قرآن و حدیث سے ثابت کرے تو یہ بے ہودگی کے سوا کچھ بھی نہ ہوگا۔ جس تحریک کے بانی خود اس کو قرآن و حدیث کی مدد سے صحیح ثابت کرنے اور عامۃ المسلمین اور خصوصی طور پر ذہین حضرات کو مطمئن کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکے ہوں۔ اُسے خواہ مخواہ انجمن میں بٹھا کر کوئی صحیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرے۔

(نگار) پہلے آپ یہ تو ثابت کیجئے کہ احمدی تعلیم فلاں فلاں امور میں قرآن و حدیث کی تعلیم کے خلاف ہے۔ کیا وہ خدا کی وحدانیت اور رسالت رسول کے قائل نہیں۔ کیا انہوں نے عبادات کی صورتیں بدل دی ہیں۔ کیا احکام شریعت میں انہوں نے کوئی رد و بدل کر دیا ہے آخر وہ کیا چیز ہے جس نے آپ کے "ذہین حضرات" کو ان کی طرف سے غیر مطمئن کر رکھا ہے اور آپ کن جنود ابجد و دلائل کی بنیاد پر انہیں بری طرح "ناکام" ظاہر کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔

افسوس ہے کہ آپ نے فہرست الزامات تو بڑی لمبی چوڑی مرتب کر دی۔ لیکن کوئی ثبوت آپ پیش نہ کر سکے۔

(نگار بابت ۱۰ اپریل ۱۹۶۱ء صفحہ ۳۵ تا صفحہ ۴۱)

دوائی خاص

عورتوں کی اندرونی امراض کا مکمل علاج تین روپے

مفید النساء

ایام کی باقاعدگی کے لئے تین روپے

حب مسان

سوکھا یا پرچھاواں کا علاج ۱-۲۵ روپیہ

بچوں کی چونڈی

دستوں کے روکنے کی بہترین دوائی شیشی ۷۵ پیسے

حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

اسلام میں ایک ہی فرقہ جنتی ہے

اس کی تفصیل کیلئے دیکھو

اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں؟

چھبیسواں ایڈیشن کارڈ آنے پر

مفت

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

اعلان نکاح

میرے بڑے لڑکے عزیز عبدالکریم اختر کا نکاح عزیزہ امۃ المومن بنت لیفٹیننٹ سردار نذر حسین صاحب ۵۱ / ۱۲-ل ضلع منٹگمری کے ساتھ بعوض دو ہزار روپیہ حق مہر مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس نے نومبر ۶۰ کو مسجد مبارک میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے برکات کا باعث بنائے۔ آمین

(جمعدار شیخ نادر علی ریٹائرڈ)

ولادت :-

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے تین لڑکیوں کے بعد اپنے فضل سے ۱۱ اپریل کو بیلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب کرام و صحابہ کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو خادم دین بنائے اور دین و دنیا میں کامیاب و کامران کرے اور اس کی عمر و صحت میں برکت دے۔ نومولود چوہدری محمد شریف صاحب آف بگا اضلاع سیالکوٹ کا پوتا اور چوہدری عنایت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ بیلولپور کا نواسہ ہے۔ (خاکسار چوہدری محمد امین موضع بگا ضلع سیالکوٹ)

پاکستان ویسٹرن ریلوے ٭ ملتان ڈویژن

ٹینڈر نوٹس

مندرجہ ذیل کاموں کے لئے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ملتان کو نٹڈ یول ریٹ کے سربمہر ٹنڈرز ۲۹ اپریل سنہ ۶۱ء کے ۱۲ بجے دوپہر تک مطلوب ہیں یہ ٹنڈر اسی روز سوا بارہ بجے دن بر سر عام کھولے جائیں گے۔

کام	کام کی لاگت یا اینٹوں کی تعداد	زر ضمانت	عرصہ تکمیل
۱۔ صادق آباد میں اسٹیشن کی موجودہ عمارت کی بجائے دوسری عمارت کی تعمیر (صرف عمارتی حصہ)	روپے ۱,۱۲,۴۰۰/-	روپے ۲۲۰۰/-	۸ ماہ
۲۔ صادق آباد میں اسٹیشن کی موجودہ عمارت کی بجائے دوسری عمارت کی تعمیر۔ (صرف فلشنگ کے انتظامات)	۱۴۰۰۰/-	۳۰۰/-	"
۳۔ گھوٹکی کے مقام پر ریلیف سائیڈنگ کی لوپ سائیڈنگ میں تبدیلی (عمارتی حصہ صرف)	۱,۰۷,۰۰۰/-	۲۵۰۰/-	"
۴۔ ماہیسر کے مقام پر ریفیوج سائیڈنگ کی لوپ سائیڈنگ میں تبدیلی (صرف عمارتی حصہ)	۴۶۰۰۰/-	۹۰۰/-	"
۵۔ گھوٹکی میں ریلوے کے معیاری نمونہ کے مطابق درجہ دوم کی اینٹوں کی فراہمی	۱۲,۷۵,۰۰۰ اینٹیں	۱۴۰۰/-	چھ ماہ
۶۔ ماہیسر کے مقام پر ریلوے کے معیاری نمونہ کے مطابق درجہ دوم کی اینٹوں کی فراہمی۔	۴۵,۰۰۰ اینٹیں	۵۰۰/-	"

نوٹ :- مندرجہ بالا پہلے چار کاموں کے لئے صرف اینٹیں، شٹرنگ، سٹیل، سیمنٹ، پچنگ سٹون، ریت، پلیٹ اور بجومن ریلوے کی طرف سے مہیا کیا جائے گا۔

ٹنڈر لازمی طور پر مقررہ فارموں پر داخل کئے جائیں یہ فارم زیر دستخطی کے دفتر سے ۲۹ اپریل ۶۱ء کے دس بجے دن تک ایک روپیہ فی فارم کے حساب سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ فارموں کی قیمت واپس نہیں کی جائیگی۔ صرف منظور شدہ ٹھیکیدار ہی ٹنڈر داخل کریں جن ٹھیکیداروں کے نام ایم۔ ڈویژن کے منظور شدہ ٹھیکیداروں کی فہرست میں درج نہ ہوں اور وہ مندرجہ بالا کاموں کے لئے ٹنڈر داخل کرنا چاہتے ہوں انہیں چاہیئے کہ وہ اندراج کے لئے ۲۸ اپریل ۶۱ء سے قبل درخواست دیدیں انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی درخواستوں کے ہمراہ اپنے سابقہ تجربے اور موجودہ مالی حالت کے متعلق سندات کی مصدقہ نقول بھی پیش کریں یہ نقول کسی گزیٹڈ افسر کی تصدیق کردہ ہوں۔

تفصیلی شرائط زیر دستخطی کے دفتر سے درخواست پیش کر کے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(برائے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ پی ڈبلیو آر ملتان)

چنیوٹ کے لوگوں کو سیالکوٹ جانیکی ضرورت نہیں

رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ کے مٹی کے تیل کے مشہور چولہے

ہمارے ہاں سے خرید فرماویں

ہول سیل خریداروں کو خاص رعایت

نواب دین ٹرنک مرچنٹ

ریل بازار چنیوٹ

مکرم سید احمد شاہ صاحب رضوی ملتان روڈ لاہور تحریر فرماتے ہیں :-

میرا ایک معزز دوست جو کہ ممتاز ٹیکسٹائل ملز میں کام کرتا ہے اس نے آپ کی دو شیشی اکسیر پائیوریا کا استعمال کیا ہے جس سے صحت کلی ہو گئی ہے مہربانی فرما کر دو شیشی اکسیر پائیوریا بذریعہ وی پی ارسال کریں۔"

مسوڑھوں سے خون اور پیپ کا آنا (پائیوریا) دانتوں کا ہلنا۔ دانتوں کی میل اور منہ کی بدبو دور کرنے کے لئے بے حد مفید ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ ۲۵ پیسے

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

"جب کوئی علاج کارگر نہ ہوا........"

مکرم جناب نعیم احمد صاحب ربوہ فلور ملز غلہ منڈی ربوہ فرماتے ہیں :-

"خاکسار کا بچہ عزیز شفیق احمد دستوں اور بدہضمی کی وجہ سے سخت کمزور اور لاغر ہو گیا تھا جب کوئی علاج کارگر نہ ہوا تو ہم نے اسے ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر ہومیو کو دکھایا۔ انہوں نے اس کے لئے بیبی ٹانک تجویز کی۔ اس دوا سے بفضلہ تعالیٰ بچے کا ہرض بھی رفع ہو گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس کی کمزوری اور سوکھا پن دور ہو کر بچہ نہایت تندرست و توانا ہو گیا اور ماشاء اللہ اب تک خوب صحت مند اور تندرست ہے۔"

بیبی ٹانک اور دیگر خاص الخاص ادویہ کے متعلق پوری واقفیت اور شرائط ایجنسی کے لئے رسالہ "معلومات ہومیوپیتھی" کی ایک کاپی مفت حاصل کریں۔

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی غلہ منڈی ربوہ

نور کاجل

دنیائے طب کی بے نظیر ایجاد جس کی شہرت اور قبولیت دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے

- آنکھوں کی خوبصورتی تندرستی اور علاج کے لئے لاجواب تحفہ ہے۔
- موسم گرما میں اس کے استعمال سے آنکھیں مضر اثرات سے محفوظ رہتی ہیں۔
- نوزائیدہ بچوں کیلئے بھی بلا ضرر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس سے ان کی آنکھیں اکثر امراض سے محفوظ رہتی ہیں۔
- عورتوں اور مردوں سب کے لئے یکساں مفید ہے۔

خارش۔ پانی بہنا۔ بھینی ناخنہ وغیرہ امراض چشم کا بہترین علاج ہے قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تیار کردہ :- **خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ**

درخواست دعا

خاکسار کا لڑکا عزیزم کریم اللہ بی۔ ایس سی امسال بی ایڈ (B. Ed.) کا امتحان دے رہا ہے۔ امتحان ۱۱ اپریل سے شروع ہے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کی اور باقی بچوں کی امتحانات میں اعلیٰ کامیابی اور ان کے خادم دین بننے کے لئے خاص طور پر دعا فرما کر ممنون فرماویں۔

خاکسار (صوفی) خدابخش عبد زیروی بی اے انسپکٹر وقف جدید ربوہ

ان کی خوشبو اور مہک جیسے تازہ پھول

نرگس۔ گلاب۔ موتیا۔ چنبیلی۔ رات کی رانی اور املہ کی بہترین خوشبو

شائنو ہیئر آئل

میں دستیاب ہیں

خوبصورت پیکنگ۔ اعلیٰ کوالٹی۔ دماغ کو ٹھنڈک اور راحت پہنچانے والے

اپنے شہر کے ہر دکاندار سے طلب فرمائیے

از مصنوعات شائنو

زیر سرپرستی **فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ**

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴